سردار تاشفین

# سلسلۂ شطاریہ کے ایک بزرگ شاہ محمد غوث گوالیاری

شاہ محمد غوث گوالیاری وہ بزرگ ہیں جن سے سلسلۂ شطاریہ کو صحیح معنوں میں فروغ حاصل ہوا اور بہت سے علماء فضلا اور حکام وقت ان سے متاثر ہوئے۔ ان کے خلفا نے اس سلسلے کو نہ صرف ہندوستان میں پھیلایا بلکہ حجاز، انڈونیشیا اور جاوا و سماٹرا تک اس کے حدود کو وسعت دی۔

شاہ محمد غوث کی ولادت ۷۔ رجب ۹۰۷ھ کو جمعہ کے روز ہندوستان کے مشہور شہر گوالیار میں ہوئی اور وہیں نشوونما کی منزلیں طے کیں۔ بہت بڑے عالم اور صوفی تھے۔ چلہ کشی اور عملیات میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے حالات و کوائف متعدد حضرات نے تحریر کیے ہیں۔ کسی نے ان کے افکار و تصورات سے اختلاف کا اظہار کیا ہے اور کسی نے ان کے نقطۂ نظر کو مبنی بر صحت قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ اپنے دور کے نامور صوفی اور ممتاز عالم تھے۔ مغل بادشاہوں۔ ظہیر الدین محمد بابر، نصیر الدین محمد ہمایوں اور جلال الدین محمد اکبر۔ سے ان کے گہرے روابط تھے اور وہ ان کی بہت تکریم کرتے تھے۔

شاہ محمد غوث نے ابتدا ہی میں مغل حکمرانوں سے روابط قائم کر لیے تھے۔ ان تعلقات کا آغاز قلعہ گوالیار کی فتح سے ہوتا ہے۔ قلعہ گوالیار پر بابر کے قبضہ کرنے میں شاہ محمد غوث نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ ان کی بتائی ہوئی ترکیب اور شیخ موصوف کی عملاً مدد سے ہی یہ قلعہ بابر کے قبضہ میں آیا تھا۔ خود بابر نے قلعہ گوالیار پر قبضہ کرنے کے واقعہ کا اپنی تزک میں تفصیلاً ذکر کیا ہے، جس میں وہ شیخ محمد غوث کا ذکر نہایت عقیدت و احترام سے کرتا ہے۔ ؎۱ بابر کے علاوہ دیگر ہم عصروں اور بعد کے مورخین نے بھی اس واقعہ کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ؎۲ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ صاحب "مناقب غوثیہ" کہتے ہیں کہ

---

؎۱ ظہیر الدین محمد بابر۔ تزک بابری (اردو)، مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۶ء۔ ص۔ ۲۱۸

؎۲ ملاحظہ ہو عبد القادر بدایونی کی منتخب التواریخ (اردو)، مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۲ء۔ ج۔ اول، ص: ۲۲۹
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس موقع پر بابر کی شیخ محمد غوث سے ملاقات بھی ہوئی تھی[۳] لیکن خود بابر کی تحریر سے ایسی کسی ملاقات کا پتا نہیں چلتا ، بلکہ بابر کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قلعۂ گوالیار کی فتح کے وقت آگرہ میں تھا نہ کہ گوالیار میں[۴] اگرچہ بعد میں بادشاہ کی ملاقات شیخ محمد غوث سے اُس وقت ہوئی جب شیخ موصوف رحیم داد کی سفارش لے کر بابر کے پاس گئے۔ اس ملاقات کا ذکر بابر نے اپنی توزک میں کیا ہے[۵]

ڈاکٹر تاراچند کہتے ہیں کہ شیخ محمد غوث ( متوفی ۱۵۶۲ء ) جن کا تعلق سلسلۂ شطاریہ سے تھا ہمایوں کے اتالیق تھے[۶] محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ ہمایوں کو شیخ محمد غوث اور ان کے بڑے بھائی شیخ پُھول کی تسخیر کواکب اور دعوات و اعمال کا ایسا اعتقاد تھا کہ اور کسی کا نہ تھا ۔ وہ مصاحبان روحانی میں شمار ہوتے تھے اور شیخ خود بھی کبھی ہمایوں کے پیر بن کر، کبھی مصاحب باعقیدت ہو کر فخر کیا کرتے تھے اور بادشاہ نے خود بھی عمل اعمال سیکھے تھے[۷] شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں کہ بابر کے ساتھ شیخ محمد غوث کے تعلقات تو استوار ہو ہی گئے تھے اور ہمایوں بھی ان کا معتقد ہو چکا تھا[۸]

یہ تو وہ دور تھا جب شیخ محمد غوث کے مغلوں سے تعلقات اپنے عروج پر تھے اور ان تعلقات کو تقریباً تمام ہی مورخین نے تسلیم کیا ہے۔ مگر اس دوران ایک ایسا وقت آیا کہ جب شیخ محمد غوث کو اپنی جان بچانا

---

(مسلسل) (۲) محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۳ء، ج اول، مقالہ دوم، ص: ۶۵۹ ـ ۶۶۰ (۳) ہاشم علی خان۔ منتخب اللباب (اردو) مطبوعہ کراچی: ۱۹۶۳ء۔ ج: اول، ص: ۸۵ ـ ۸۶ (۴) شاہ فضل اللہ شطاری۔ مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ : ۱۹۳۳ء۔ ص: ۵۹ ـ ۶۱ (۵) محمد حسین آزاد۔ دربار اکبری مطبوعہ لاہور: سال طباعت نامعلوم۔ ص: ۷۷۵ ـ ۷۷۶ ۔ (۶) شیخ محمد اکرام ۔ رُودِ کوثر، مطبوعہ لاہور: ۱۹۵۸ء ۔ ص: ۳۷

[۳] شاہ فضل اللہ شطاری۔ مناقب غوثیہ (اردو) ۔ ص: ۶۱

[۴] ظہیر الدین محمد بابر۔ توزک بابری (اردو) ۔ ص: ۲۱۷

[۵] ایضاً ۔ ص: ۲۸۸ ۔ ۲۸۹

[۶] ڈاکٹر تاراچند۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۲ء ۔ ص: ۸۱

[۷] محمد حسین آزاد ۔ دربار اکبری ۔ ص: ۷۷۶

[۸] شیخ محمد اکرام ۔ رُودِ کوثر ۔ ص: ۳۷ ۔ ۳۸

مشکل ہوگیا۔ یہ اس وقت ہوا جب ہمایوں کو شیر شاہ سوری سے شکست اُٹھانے کے بعد ہندوستان سے بھاگنا پڑا۔ ہمایوں تو ہندوستان سے چلا گیا مگر اس کے ساتھ تعلقات کا خمیازہ شیخ گوالیاری کو بھگتنا پڑا۔ شیر شاہ سوری شیخ موصوف کے درپئے آزار ہوا اور شیخ کو اپنی جان بچانا مشکل ہوگیا۔ چنانچہ شیخ محمد غوث اپنے اہل و عیال، مریدوں اور ساز و سامان کے ساتھ گجرات ہجرت کر گئے اور تقریباً اٹھارہ سال وہاں گزارے۔ کچھ وقت چانپانیر، بھڑوچ اور باقی وقت احمد آباد میں صرف کیا۔ وہاں بھی اُنھوں نے بڑا اقتدار حاصل کیا۔[۹]

شاہ محمد غوث گوالیاری نے اپنی تصنیف کے دیباچے میں اس کا ذکر کیا ہے، "بعد از چند سال کہ از روئے قضا و قدر بولایت گجرات رسید"۔[۱۰] شیخ موصوف نے اپنی ہجرتِ گجرات کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا ہے۔

صاحب "مناقب غوثیہ" اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ جس زمانے میں جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ نے دہلی سے یکسوئی اختیار کر لی تھی اور افغان سور کا غلبہ ہوگیا تھا تب غوث الاولیا گجرات تشریف لے آئے تو صدہا صاحبان آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہنچ گئے۔ سلاطین گجرات میں سے سلطان محمود ثانی آپ کا عقیدت مند تھا اور حضرت شاہ وجیہہ الدین کہ عالم ربانی و فاضل متبحر تھے آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اور گجرات، دکن و مالوہ وغیرہ کے علماء و فضلا نے اس سلسلے کو آپ سے حاصل کیا۔[۱۱]

مفتی غلام سرور لاہوری نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک کتاب "معراج نامہ" تصنیف کی تھی جس میں اپنے عروج اور روحانی کمالات کا ذکر کیا تھا۔ ہمایوں جب معزول الریاست ہو کر ایران چلا گیا تو درباری حاسدوں نے شیخ کی یہ تصنیف پیش کر کے شیر شاہ کے کان بھرے کہ اس میں کفریہ کلمات درج ہیں۔ شیر شاہ آپ کو سزا دینا چاہتا تھا مگر آپ گوالیار سے ہجرت کر کے گجرات چلے گئے۔[۱۲]

---

۹ے شیخ محمد اکرام۔ رُودِ کوثر۔ ص: ۳۹

۱۰ے شاہ محمد غوث گوالیاری۔ جواہر خمسہ (اردو)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء۔ ص: ۲۶

۱۱ے شاہ فضل اللہ شطاری۔ مناقب غوثیہ (اردو)۔ ص: ۶۳

۱۲ے غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا (اردو)۔ ص: ۳۱۷-۳۱۸

بلا شبہ یہ وقت اگرچہ شیخ محمد غوث گوالیاری کے لیے بہت کٹھن تھا کہ اُنھیں اپنے آبائی وطن سے ہجرت کرکے گجرات جانا پڑا۔ اگرچہ گجرات میں شیخ گوالیاری کو بہت عروج حاصل ہوا مگر ابتدا میں وہاں بھی شیخ موصوف کو ایک بہت بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔

شیخ محمد غوث گوالیاری کی اس ابتدائی مشکل کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب شیخ محمد غوث ہجرت کرکے گجرات تشریف لائے تو یہاں علما نے "معراج نامہ" کے مندرجات پر ایک طوفان برپا کر دیا اور آپ کے قتل کے درپے ہوگئے۔ مفتی غلام سرور کے مطابق علمائے گجرات بھی شیخ محمد غوث کی دشمنی پر آمادہ ہوگئے اور محضر تیار کرکے قتل کے درپے ہوگئے۔ ان حالات میں شیخ وجیہہ الدین گجراتی، (جو گجرات کے علما اور صلحا و مشائخ کے پیشوا تھے اور شیخ محمد غوث سے ان کو ارادت بھی تھی)، نے فرمایا کہ جب علما کی مجلس منعقد ہو اور معراج کے بارے میں بات آئے تو شیخ یہ فرمادیں کہ مجھ کو یہ معراج عالم واقعہ میں پیش آئی، بیداری اور ہوش کے عالم میں نہیں۔ الغرض جب علما کا معرکہ گرم ہوا تو شیخ نے فرمایا کہ یہ معراج عالم بے خودی میں واقع ہوئی، اس وقت مجھے ظاہر کی خبر نہ تھی۔ چنانچہ اس تدبیر سے علمائے گجرات نے شیخ موصوف کی آزار رسانی سے درگزر کیا۔[۱۳]

لیکن بدایونی نے اس واقعہ کو دوسرے انداز میں بیان کیا ہے۔ ہم بدایونی کے بیان کو زیادہ مستند سمجھتے ہیں کیونکہ وہ شیخ محمد غوث کے ہم عصر ہیں۔ بدایونی لکھتا ہے کہ جب سلطان محمود گجراتی کے زمانے میں شیخ محمد غوث ہندوستان سے گجرات پہنچے تو شیخ علی متقی نے، جو مشائخ کبار اور اپنے وقت کے علمائے روزگار میں سے تھے اور دربار سرکار میں ان کا بڑا اثر و اقتدار تھا، ان کے قتل کا فتویٰ صادر کر دیا۔ سلطان نے اس فتوے کو میاں وجیہہ الدین کے دستخط و تصدیق پر منحصر کر دیا۔ چونکہ میاں وجیہہ الدین شیخ محمد غوث کے گھر جا چکے تھے اور پہلی ہی ملاقات میں ان کے شیدا و فریفتہ ہوگئے تھے اس لیے اُنھوں نے فتویٰ پھاڑ کر پھینک دیا۔ شیخ علی متقی کو معلوم ہوا تو دوڑے ہوئے میاں وجیہہ الدین کے گھر آئے اور اپنے کپڑے پھاڑ دیے اور کہا کہ آپ آخر کس لیے بدعت اور دین میں رخنہ اندازی کے حامی بن گئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہم اہلِ قال میں سے ہیں اور شیخ اربابِ حال میں سے، ہم ان کے اعلیٰ کمالات کو نہیں سمجھ سکتے اور ظاہر شریعت کے اعتبار سے بھی ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔[۱۴]

---

[۱۳] غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا (اردو)۔ ص۔ ۳۱۸

[۱۴] عبدالقادر بدایونی۔ منتخب التواریخ (اردو)۔ ج: ۳، ص: ۵۸۴۔۵۸۵

غرض شیخ محمد غوث نے گجرات میں اپنی خانقاہ بنوائی اور وہاں رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ شاہ و گدا سب ہی یہاں پر آپ کے در پر حاضر ہوتے اور آپ نے اپنے سلسلے کی خوب اشاعت کی۔ گجرات، دکن و مالوہ میں آپ کی وجہ سے یہ سلسلہ خوب پھیلا۔ بدایونی لکھتا ہے کہ شیخ محمد غوث سے سلاطین گجرات کو جو عقیدت رہی ہے اس کا سبب یہی واقعہ تھا۔ میاں صاحب کے اس رویّے کی وجہ سے شیخ موصوف پھانسی سے بچ گئے۔[۱۵] بدایونی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد شیخ وجیہہ الدین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ظاہر شریعت پر ایسے نظر ہونی چاہیے جیسی شیخ علی متقی کی ہے اور حقائق پر ایسی جیسے ہمارے پیر شیخ محمد غوث کی نظر ہے۔[۱۶]

یہاں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس رسالے یا تصنیف موسوم بہ "معراج نامہ" سے متعلق مختصراً بحث کرتے چلیں۔ اگر ہم شیخ کی تصانیف کے متعلق چھان بین کریں تو ہمیں شیخ موصوف کی تصانیف میں اس نام کی کوئی تصنیف موجود نہیں ملتی۔ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ علمائے گجرات نے ان کی مخالفت اُن کے بعض رسائل کی بنا پر جسے لوگ "معراج نامہ" کہتے ہیں، کی تھی:

"واقعہ انکار علمائے گجرات بروی بہ تقریب بعضے رسائل وے کہ مردم آں با معراج نامہ گویند، مشہور است۔"[۱۷]

عبدالحق محدث دہلوی کی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عنوان سے شیخ محمد غوث نے کوئی الگ رسالہ تصنیف نہیں کیا تھا، جیسا کہ ان کے بعض تذکروں میں لکھا گیا ہے بلکہ اپنی بعض تصانیف میں اُنھوں نے اپنی معراج کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا لوگ اُسے "معراج نامہ" کہنے لگے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد نے شیخ محمد غوث گوالیاری کی زندگی پر ایک نہایت مفصل اور جامع کتاب لکھی ہے۔ اُنھیں بھی متذکرہ تصنیف کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ وہ لکھتے ہیں کہ قیاس یہی ہے کہ یہ رسالہ عہدِ ہمایونی کی تصنیف ہے، کیونکہ ۹۵۷ھ میں شیر شاہ کا غلبہ ہو گیا تھا۔[۱۸] پروفیسر موصوف کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کو بھی

---

۱۵؎ عبدالقادر بدایونی۔ منتخب التواریخ (اردو)۔ ج: ۳، ص: ۵۸۵

۱۶؎ ایضاً

۱۷؎ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار (فارسی) مطبوعہ دہلی: ۱۳۳۲ ہجری۔ ص: ۳۸۹

۱۸؎ محمد مسعود احمد۔ شاہ محمد غوث گوالیاری، ص: ۱۲۱

اس رسالے کی تلاش تھی اور اُنھوں نے اس رسالے کے سلسلے میں خط و کتابت بھی کی لیکن اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔[۱۹]

پروفیسر محمد اسلم کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحریر سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ شیخ محمد غوث نے "معراج نامہ" کے عنوان سے کوئی الگ کتاب تصنیف نہیں کی۔ شیخ موصوف نے اپنی ایک تصنیف ۔ اورادِ غوثیہ ۔ میں کئی بار اپنے معراج کا ذکر کیا ہے۔ علمائے گجرات نے اسی تحریر کو "معراج نامہ" کا نام دے کر اُن کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی اور شیخ علی متقی نے ان کے قتل کا فتویٰ اصادر کر دیا۔[۲۰]

مندرجہ بحث سے ہمارا منتہا و مقصود صرف یہ ہے کہ اس بات کو ظاہر کیا جائے کہ شیخ محمد غوث نے "معراج نامہ" کے نام سے کوئی الگ کتاب تصنیف نہیں کی تھی بلکہ علمائے گجرات نے شیخ گوالیاری کی مختلف تحریروں کو ہی یکجا کر کے ان کو "معراج نامہ" کا نام دے دیا تھا، کیونکہ نہ تو شیخ کی اپنی تحریر میں اور نہ ہی کسی اور تذکرہ نگار کے ہاں ہمیں اس نام کی کوئی الگ تصنیف ملتی ہے۔

خاندانِ سُور کا زمانہ گزر گیا اور ہندوستان دوبارہ مغلوں کے تسلط میں آگیا۔ ہمایوں ہندوستان لوٹ آیا اور تخت نشین ہوا۔ ہمایوں کی تخت نشینی کے بعد شیخ محمد غوث نے گجرات سے واپسی کا ارادہ کیا۔ صاحب "مآثر الامراء" نے لکھا ہے کہ جب ۹۶۱ ہجری مطابق ۱۵۵۴ء میں ہمایوں بادشاہ پھر ہندوستان آیا تو شیخ نے گجرات سے واپسی کا پختہ ارادہ کیا اور ۹۶۳ ہجری میں کہ جو اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کا ابتدائی زمانہ تھا، گوالیار آگئے اور پھر آگرہ پہنچے۔ بادشاہ نے مراسمِ استقبال ادا کر کے نہایت نیازمندی کا اظہار کیا۔[۲۱] بدایونی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے مگر وہ آپ کی واپسی کا سال ۹۶۶ ہجری بتاتا ہے۔[۲۲] یہاں ہمیں بدایونی ہی کی بات کو درست اور مستند ماننا پڑتا ہے کیونکہ وہ شیخ موصوف کا ہم عصر تھا۔

---

[۱۹] محمد مسعود احمد ۔ شاہ محمد غوث گوالیاری ۔ ص: ۱۲۱

[۲۰] پروفیسر محمد اسلم ۔ اورئینٹل کالج میگزین، مئی ۔ جولائی ۱۹۸۰ء ۔ مضمون بعنوان "ملفوظاتِ شیخ وجیہہ الدین گجراتی کی تاریخی، علمی اور سماجی اہمیت"۔ ص: ۵

[۲۱] شاہ نواز خان ۔ مآثر الامرا (اردو) ۔ ج: ۲، ص: ۵۸۱ ۔ ۵۸۲

[۲۲] عبدالقادر بدایونی ۔ منتخب التواریخ (اردو) ۔ ج: ۲، ص: ۳۷۴

ملا عبدالقادر بدایونی نے شیخ گوالیاری کو دیکھا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ "میں نے انھیں سب سے پہلے آگرہ کے بازار میں ۹۶۶ھ میں دور سے دیکھا تھا - اس وقت وہ سوار ہو کے جارہے تھے اور ان کے دائیں بائیں لوگوں نے اتنا ہجوم کر رکھا تھا کہ اس بھیڑ میں کسی کا داخل ہونا ممکن نہ تھا۔ اس قدر رد منزلت پر ان کے انکسار و تواضع کا یہ عالم تھا کہ لوگوں کو دائیں بائیں گھوم کر اور اس قدر جھک کر سلام کا جواب دے رہے تھے کہ ان کے سر کو لحظہ بھر قرار نہ تھا۔ ان کی پشت زین کے تکیہ سے ٹکرائی جاتی تھی۔ اسی سال شیخ ممدوح گجرات سے آگرہ آئے تھے۔"[۲۳]

شاہ فضل اللہ نے لکھا ہے کہ ۹۶۶ھ میں آپ گجرات سے آگرہ تشریف لے گئے۔ شہنشاہ اکبر معتقدانہ مراسم بجا لایا۔ آپ آگرہ سے گوالیار تشریف لے گئے۔ اسی سال اکبر شکار کھیلتے ہوئے گوالیار پہنچا اور قلعے کی سیر کرتے ہوئے حضرت کی خانقاہ پر پہنچا اور سلکِ ارادت میں شامل ہوا، درویشی تبرکات بھی پائے اور گجرات کے چند تحائف جو بادشاہ کی پسند خاطر ہوئے آپ نے پیش کیے۔[۲۴]

اکبر کی شیخ محمد غوث سے بیعت و ارادت کے متعلق بدایونی لکھتا ہے کہ اکبر کی نو عمری کا زمانہ تھا، وہ ان کی تحریص و ترغیب پر ان کے مریدوں میں شامل ہو گیا لیکن کچھ ہی دن بعد منکر ہو گیا۔[۲۵]

عبدالمجید سالک کہتے ہیں کہ ہمایوں اور ایک زمانے میں اکبر کو بھی ان سے ارادت تھی۔ علمائے دین مثلاً شیخ علی متقی اور شیخ گدائی اُن کے مخالف تھے کیونکہ اُن کے نزدیک شیخ محمد غوث کے بعض خیالات و عقائد خلافِ شریعت تھے۔[۲۶] پروفیسر محمد اسلم اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ ہمایوں چونکہ آپ کو دل و جان سے چاہتا تھا اس لیے اکبر کو بھی ان سے عقیدت پیدا ہو گئی۔ اکبر نے ان کے گزارے کے لیے ایک کروڑ (دام) کی جاگیر مخصوص کردی تھی۔[۲۷] بعض وجوہ سے شیخ محمد غوث آگرہ سے واپس گوالیار چلے گئے تھے۔ وہ گوالیار پہنچے

---

۲۳ عبدالقادر بدایونی۔ منتخب التواریخ (اردو) - ج: ۳، ص ۵۶۵

۲۴ شاہ فضل اللہ شطاری۔ مناقب غوثیہ (اردو) - ص: ۷۶

۲۵ عبدالقادر بدایونی۔ منتخب التواریخ (اردو) - ج ۳، ص: ۵۶۵

۲۶ عبدالمجید سالک۔ مسلم ثقافت ہندوستان میں - ص: ۲۵۱

۲۷ محمد اسلم - دین الٰہی اور اس کا پس منظر - ص ۳۹

تو وہاں ایک خانقاہ تعمیر کروائی اور اس میں رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا ۔

شیخ محمد غوث پر عجز و انکسار کا غلبہ تھا ۔ وہ ہر کسی کو عزت و تکریم سے ملتے اور بلا امتیاز رنگ و نسل سب کا احترام کرتے ۔ بدایونی نے لکھا ہے کہ جو کوئی ان سے ملنے جاتا وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے ۔ کافروں سے بھی ان کا سلوک یہی تھا ۔ اسی سبب سے بعض اہلِ فقر ان کے مخالف بھی ہو گئے تھے ۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے ان کی نیت کیا تھی ۔[۲۸]

شیخ محمد غوث کے اسی عجز و انکسار اور فقیرانہ طبیعت کا ذکر کرتے ہوئے بدایونی لکھتا ہے کہ لباس فقر میں یہ بڑے جاہ و جلال والے تھے ۔ ان کی مدد معاش ایک ہزار ٹنکہ تھی ۔ نہایت سخی اور دریا دل آدمی تھے ۔ طبیعت میں بڑا انکسار تھا ، چنانچہ کبھی اپنے کو "من" نہیں کہا ، ہمیشہ خود کو فقیر ہی کہا کرتے تھے ۔ اس معاملے میں اتنا کچھ غلو تھا کہ جب کسی کو غلّہ دیتے تو اس کے وزن کو ظاہر کرنے کے لیے "من" کا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ اتنے "میم" اور "نون" (من) غلّہ فلاں آدمی کو دے دو ۔[۲۹] شاہ فضل اللہ نے بھی یہی لکھا ہے اور مزید کہتے ہیں کہ آپ خاص و عام کے ہر دلعزیز تھے ۔ اگر کہیں باہر تشریف لے جاتے تھے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے ۔[۳۰]

شیخ محمد غوث نے ۹۷۰ ہجری مطابق ۱۵۶۳ء کو وفات پائی اور گوالیار میں دفن ہوئے ۔ شاہ نواز خاں کے مطابق آپ نے دوشنبہ کے روز سترہ رمضان المبارک ۹۷۰ ہجری مطابق ۱۰ مئی ۱۵۶۳ء کو اس دُنیا سے عالمِ جاودانی کی راہ لی ۔[۳۱]

شاہ فضل اللہ شطاری نے لکھا ہے کہ آپ نے آگرہ میں وفات پائی اور وہاں سے آپ کی لاش گوالیار لا کر دفن کی گئی ۔[۳۲]

---

۲۸ ۔ عبدالقادر بدایونی ۔ منتخب التواریخ (اردو) ۔ ج : ۳ ، ص ۵۶۵

۲۹ ۔ ایضاً

۳۰ ۔ شاہ فضل اللہ شطاری ۔ مناقب غوثیہ (اردو) ۔ ص : ۷۷

۳۱ ۔ شاہ نواز خان ۔ مآثر الامراء (اردو) ۔ ج : ۲ ، ص : ۵۸۲

۳۲ ۔ شاہ فضل اللہ شطاری ، مناقبِ غوثیہ (اردو) ۔ ص : ۷۶

محمد غوثی نے لکھا ہے کہ آپ کا نہایت شاندار مقبرہ شہنشاہ اکبر نے بنوایا جو کہ آپ کے فرزند اکبر شیخ عبداللہ المعروف بہ شیخ بڈھا نے اپنی زیر نگرانی تعمیر کروایا۔ یہاں ہمارا مقصود مقبرے کی تفصیل بیان کرنا نہیں ہے بلکہ صرف بتانا یہ مقصود ہے کہ شیخ محمد غوث کا مقبرہ دولت مغلیہ کی طرف سے تعمیر ہوا تھا اور اس کا شمار اکبری دور کی اہم ترین عمارات میں ہوتا تھا۔ مقبرہ کے مصارف اور مدد معاش کے لیے پانچ لاکھ کی جاگیر مقرر تھی۔

شیخ محمد غوث کے فرزندگان میں سے شیخ عبداللہ المعروف بہ شیخ بڈھا اور شیخ نورالدین ضیاءاللہ نے شہرت حاصل کی۔ ان کے علاوہ شیخ اسماعیل اور شیخ اویس بھی آپ کے فرزند تھے۔ آپ کے خلفاء میں سے جس نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی اور جو اپنے عہد کے بڑے علماء فضلا میں شمار ہوتے تھے وہ شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی تھے۔ ان کے علاوہ آپ کے دیگر خلفا میں شیخ لشکر محمد عارف، شیخ عیسیٰ جنداللہ، شیخ محمد عاشق اور شیخ منجھن وغیرہ تھے۔

شیخ محمد غوث گوالیاری نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں جو درج ذیل ہیں:

**جواہر خمسہ:** جواہر خمسہ ایک ضخیم کتاب ہے جو مشائخ و عاملین کے لیے مخصوص ہے۔ یہ کتاب شیخ محمد غوث گوالیاری نے کوہستان چنار میں اپنی چلہ کشی کے دوران تصنیف کی تھی۔ اس کتاب کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

**پہلا جوہر** ـــــ عبادت کی اقسام کے بارے میں ہے۔ نماز، روزہ اور دعاؤں وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے ہر ماہ اور ہفتے کے دن اور اس کی راتوں کو بیان کیا ہے کہ اس کا عامل اولیائے کرام کے مرتبے پر فائز ہو کر ابرار کا درجہ پاتا ہے۔

**دوسرا جوہر** ـــــ اس میں زہد و تقویٰ کا بیان ہے اور سالک کو جو خطرات پیش آسکتے ہیں ان کی شناخت اور ان کے روکنے کا طریقہ بیان کیا ہے۔ اس کا شمار اخیار میں ہوتا ہے۔

**تیسرا جوہر** ـــــ اس جوہر میں اسمائے اعظم، ادعیۂ ماثورہ و احزاب اور چلہ کشی و دعوت وغیرہ کے طریقے بیان کیے ہیں۔ اس کے عامل کو ظاہری و باطنی تصرف کی قوت حاصل ہوتی ہے اور اسرار الٰہی کا انکشاف ہو کر علم الیقین، عین الیقین کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

**چوتھا جوہر** ـــــ یہ جوہر مشرب شطّار کے بارے میں ہے۔ اس کے ذریعے سے مشرب شطّار کی محرمیت سے آگاہی بخشی گئی ہے اور اذکار کی قسمیں نہایت واضح انداز میں بیان کی گئی ہیں کہ اس کا عامل حقیقتاً صوفی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

**پانچواں جوہر** ـــــ اس آخری جوہر میں اشغال کا بیان ہے۔ یہ وہ اشغال ہیں کہ جن سے انسان وارث حق

کا خطاب پاتا ہے ۔ سب جوہروں سے زیادہ وضاحت اسی جوہر میں پائی جاتی ہے ۔ بلکہ اگر یہ کہیں کہ مغز جواہر یہ آخری جوہر ہے تو غلط نہ ہوگا ۔

جواہر خمسہ اصل میں فارسی تصنیف ہے ۔ لیکن بعض حضرات نے ان کی اس تصنیف کو عربی لکھا ہے ۔
" انسائیکلو پیڈیا آف اسلام " کے مقالہ نگار نے شاہ محمد غوث گوالیاری کے تذکرے میں لکھا ہے کہ علم تصوف میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ۔ " جواہر خمسہ " کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی جو عربی میں لکھی گئی ہے ۱۵۴۹ء / ۹۵۶ھ میں آپ نے اس کو مکمل فرمایا ۔ بعد ازاں ترمیم و اضافہ کے ساتھ اس کو فارسی میں منتقل کیا ۔[۳۳]

سی ۔ اے ۔ سٹوری لکھتا ہے کہ آپ علم تصوف میں ایک عربی تصنیف " جواہر خمسہ " کے مصنف ہیں ۔[۳۴]
ایتھے نے " جواہر خمسہ " کے ایک فارسی قلمی نسخہ ( ۱۷۵۹ء / ۱۱۷۳ھ ) کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ شیخ محمد غوث نے عربی میں علم تصوف سے متعلق جو ضخیم کتاب لکھی تھی یہ اس کا فارسی ترجمہ ہے ۔[۳۵] سٹوری نے اپنے بیان کی تائید میں بروکلمن کا حوالہ دیا ہے جس نے " جواہر خمسہ " کو عربی الاصل لکھا ہے ۔[۳۶]

لیکن " جواہر خمسہ " کے قلمی نسخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل فارسی ہی میں تھی ۔ تصنیف کے وقت ( ۱۵۲۱ء / ۹۲۸ھ ) میں بھی اور تصنیف و اضافہ کے وقت ( ۱۵۴۹ء / ۹۵۶ھ ) میں بھی ۔ ہم عصر تذکرہ نگاروں کے بیانات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں اس کتاب کا گیارھویں صدی ہجری کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے ۔ اس کے خاتمے پر یہ رباعی ہے :-

یارب اثرے بخش مناجات مرا     از لطف روا کن ہمہ حاجات مرا
می داد بذات خود صفاتم قائم     قائم بصفات خویشتن ذات مرا

بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

۳۳ Houtsma, M. Th. Encyclopaedia of Islam. Holland: 1913, Vol. 3. PT-2, P. 688.

۳۴ Storey, C. A. Persian Literature (A Bio-Bibliographical Survey), LONDON: 1913,

۳۵ محمد مسعود احمد ۔ شاہ محمد غوث گوالیاری ۔ ص ۔ ۱۰۲ ۔

۳۶ Story, C. A. Persian Literature. Vol. I, PT. II, P-834

**اورادِ غوثیہ :-** یہ بھی شاہ محمد غوث کی تصنیف ہے ۔مفتی غلام سرور لاہوری اور محمد غوثی نے اس کا ذکر کیا ہے[۳۷]۔ یہ کتاب جمادی الاولیٰ ۹۴۹ھ میں مکمل ہوئی ۔اس کتاب کے دیباچے میں شیخ محمد غوث نے قارئین کو "جواہر خمسہ" کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی ہے[۳۸] "مناقبِ غوثیہ" میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں شاہ محمد غوث کی خلافت کی سندیں اور مکاشفات ہیں اور مختصر طور پر کچھ اوراد بھی تحریر کیے گئے ہیں[۳۹]

ڈی۔این ۔مارشل نے "جواہر خمسہ" اور "اورادِ غوثیہ" کو ایک ہی کتاب لکھا ہے[۴۰] لیکن ہمیں دیگر کوئی تحریر ایسی نہیں ملتی کہ جس سے یہ پتا چل سکے کہ یہ دونوں ایک ہی کتاب ہیں ۔ اس لیے ہم ڈی۔این مارشل کی اس بات کو مستند اور معتبر نہیں سمجھتے ۔

**ضمائر و بصائر :-** ان رسائل میں شاہ صاحب نے علم تصوف کے موضوع ، مبادی مسائل اور مقاصد کا ذکر کیا ہے اور اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کیے ہیں۔ شاہ فضل اللہ شطاری نے بھی اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ اس میں علم تصوف و حقائق کو بیان کیا ہے[۴۱]

**کلید مخازن :-** شاہ فضل اللہ کہتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب کتاب ہے جس میں عالم علوی و سفلی اور مبدا و معاد کی حقیقت کشفی، تحقیق اور صوفیہ مشرب کے رنگ میں بیان کی ہے[۴۲] محمد غوثی کہتے ہیں کہ یہ کتاب حیدرآباد میں میر عبدالاول کے مطالعہ میں آئی جن کا شمار اپنے زمانے کے محقق علما میں ہوتا تھا۔انھوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد شیخ محمد غوث سے عرض کیا کہ حکمت و ہیئت کے چند مسئلے جو حل نہیں ہوتے تھے، اس رسالے سے حل ہو گئے[۴۳]

---

۳۷؎ غلام سرور لاہوری ،خزینۃ الاصفیا (اردو)۔ص ۳۱۸ ۔ محمد غوثی شطّاری ۔گلزار ابرار (اردو) ص : ۱۱۳

۳۸؎ محمد مسعود احمد ۔ شاہ محمد غوث گوالیاری ۔ ص: ۱۱۳

۳۹؎ شاہ فضل اللہ شطاری ۔مناقب غوثیہ (اردو) ۔ص : ۷۵

۴۰؎ Marshall, D.N. Mughals In India. LONDON: 1967, Vol. I (Manuscripts), P-319.

۴۱؎ شاہ فضل اللہ شطّاری ۔ مناقب غوثیہ (اردو) ۔ ص: ۷۵

۴۲؎ ایضاً

۴۳؎ محمد غوثی شطّاری ۔ گلزار ابرار (اردو) ۔ ص : ۳۰۰

ڈی۔این۔ مارشل اس کتاب کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ صوفی ازم کی ایسی کتاب ہے کہ جس میں روح کی روحانی ترقی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔[۴۴]

بحر الحیات:۔ یہ کتاب دراصل یوگ پر ایک سنسکرت کتاب "امرت کنڈ" کا ترجمہ ہے۔ جو شاہ محمد غوث نے کیا تھا۔ بقول شیخ محمد اکرام کے شیخ محمد غوث نے "بحر الحیات" میں ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں کے اطوار و اشغال کو فارسی میں منتقل کیا ہے اور اپنی ابتدائی تصنیف "جواہر خمسہ" میں بھی ان کی ایک آدھ جھلک دکھائی۔ اس سے شطاریہ طریقے کے اس ارتباط پر روشنی پڑتی ہے جو اس کا ہندو یوگ سے تھا۔[۴۵]

محمد غوثی نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ جریدہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ، اس میں باطنی اعمال، تصوری اشغال، پاس انفاس کا ذکر اور نیز ان امور کے سوا اور اقسام ریاضت بیان کیے گیے ہیں، جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے۔ جوگیوں اور سنیاسیوں کی دو جماعتیں، ہنود کے ریاضت مندوں، گوشہ نشینوں اور رہبانوں کی سرگروہ ہیں اور انھیں اشغال و اذکار کی برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجے کو پہنچ کر، سائلوں کی چیستاں پر اطلاع کرتی ہیں۔ آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے، اخذ کر کے فارسی لباس پہنایا ہے۔ اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجائے اس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن میں ڈال دی ہے۔ نیز حقیقی ایمان کی قوت سے ان مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحبِ تحقیق صوفیوں کے اذکار و اشغال سے تطبیق دی ہے۔[۴۶]

پروفیسر محمد اسلم، شیخ محمد غوث کی اس تصنیف کے بارے میں کہتے ہیں کہ "بحر الحیات" دراصل "امرت کنڈ" نامی ویدانت اور تنتر ازم کے موضوع پر ایک سنسکرت کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس میں شیخ موصوف نے اپنے روحانی تجربات بھی قلم بند کیے ہیں۔ ترجمے کا مقصد مسلمانوں کو ویدانت سے روشناس کرانا اور تصوف و ویدانت میں تطبیق کی کوشش کرنا ہے۔[۴۷]

---

[۴۴] Marshall, D.N. Mughals In India, Vol. I (Manuscripts), P.319

[۴۵] شیخ محمد اکرام۔ رود کوثر۔ مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔ ص۔ ۴۰

[۴۶] محمد غوثی شطّاری۔ گلزار ابرار (اردو) ص۔ ۳۰۰

[۴۷] پروفیسر محمد اسلم۔ اورینٹل کالج میگزین۔ مئی۔ جولائی ۱۹۸۰ء۔ مضمون بعنوان "ملفوظات شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کی تاریخی، علمی اور سماجی اہمیت"۔ ص۔ ۹۔

شاہ فضل اللہ کہتے ہیں کہ سنسکرت زبان میں جوگی وسنیاسی لوگوں کے اطوار و اشغال کے طریقے آپ نے اسلامی تصوف کے رنگ میں فارسی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے محقق صوفیا کے طرز پر ترتیب دیے ہیں۔ اہل باطن کے واسطے خوب کتاب ہے۔[۴۸]

**کنز الوحدۃ:۔** محمد غوثی نے لکھا ہے کہ یہ شاہ محمد غوث کی آخری تصنیف ہے[۴۹] صاحب "مناقب غوثیہ" لکھتے ہیں کہ "کنز الوحدۃ" میں توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا بیان ہے[۵۰] پروفیسر محمد مسعود احمد کہتے ہیں کہ محمد غوثی نے "گلزار ابرار" میں "کنز الوحدۃ" سے توحید کشفی اور ایمان حقیقی کے بیان میں جو اقتباس نقل کیا ہے وہ شیخ بدیع الدین جیلانی کی شرح سے مقتبس معلوم ہوتا ہے۔[۵۱]

**گلزار ابرار:۔** "گلزار ابرار" کے بارے میں وضاحت کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ بعض تذکرہ نگاروں نے انتہائی بے توجہی اور بغیر تحقیق و تفتیش کے "گلزار ابرار" کو بھی شیخ محمد غوث گوالیاری سے منسوب کر دیا ہے۔ چنانچہ نظامی بدایونی نے "قاموس المشاہیر" میں لکھا ہے:۔

> آپ کی تصانیف سے "گلزار ابرار" اور "جواہر خمسہ" ہیں۔[۵۲]

ولیم بیل نے بھی یہی ستم ظریفی کی ہے، وہ لکھتا ہے:۔

> "آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان تصانیف میں "جواہر خمسہ" اور "گلزار ابرار" شامل ہیں۔ مؤخر الذکر میں ہندوستان کے تمام مشائخ اور صوفیا کے حالات زندگی، مدفن اور بہت سی دوسری باتیں درج ہیں۔"[۵۳]

---

۴۸۔ شاہ فضل اللہ شطاری۔ مناقب غوثیہ (اردو)۔ ص: ۷۵

۴۹۔ محمد غوثی شطاری۔ گلزار ابرار (اردو) ص: ۳۰۱

۵۰۔ شاہ فضل اللہ شطاری۔ مناقب غوثیہ (اردو) ص: ۷۵

۵۱۔ محمد مسعود احمد، شاہ محمد غوث گوالیاری۔ ص: ۱۲۴

۵۲۔ نظامی بدایونی۔ قاموس المشاہیر۔ ص: ۱۹۸

۵۳۔ Beal, T.W. An Oriental Biographical Dictionary. P-265.

درحقیقت "گلزار ابرار" مولانا محمد غوثی شطاری کی تصنیف ہے۔ شاہ محمد غوث گوالیاری کا سنِ وفات ۹۷۰ھ ہے ۔ گلزار ابرار کا سنِ تکمیل ۱۰۲۲ھ اور آغازِ تالیف ۱۰۰۴ھ ہے ۔ اس کتاب میں خود شیخ محمد غوث کے حالاتِ زندگی، ان کی وفات حتیٰ کہ ان کے مدفن کی تفصیل بھی موجود ہے۔ اس بات سے یہ چیز بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ یہ کتاب شاہ محمد غوث کی تصنیف نہیں ہے۔

مندرجہ بالا تصانیف کے علاوہ صاحب "مناقب غوثیہ" نے آپ کی مندرجہ ذیل کتب کا ذکر بھی کیا ہے[۵۴] مگر ان تصانیف کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بیان کی۔ دیگر کسی تذکرے میں بھی ان کتابوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے:۔

(۱) جواہر سبعہ ۔ (۲) رسالۂ صفر ۔ (۳) شرح نور نامہ ۔ (۴) رفیع الدرجات ۔ (۵) سبیل المحققین والمجذوبین اور (۶) حسن الاخلاق ۔

---

۵۴ شاہ فضل اللہ شطاری ۔ مناقب غوثیہ (اردو) ص: ۵۷